نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ تین پیسے

اخبار ہفتہ میں تین بار

الفضل

قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ۶ ششماہی ۳؍۸ سہ ماہی ۲

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲	مطابق ۳۰ شعبان ۱۳۴۳ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۲۵ء	نمبر ۱۰۶

جماعت احمدیہ کے اخلاص و ایثار سے سوال

کیا تین ماہ میں ایک لاکھ چندہ خاص جمع نہیں ہوگا

ہو نہیں سکتا۔ کہ احمدی جماعت جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکی ہے۔ اپنے پیارے امام کے ارشاد پر تین ماہ میں ایک لاکھ روپیہ چندہ خاص جمع نہ کرے۔ لیکن اسوقت تک چندہ کی جو رفتار ہے وہ کافی نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے اور زیادہ تیز کیا جائے۔ تاکہ مقررہ وقت پر جماعت احمدیہ اس فرض سے سبکدوش ہو سکے۔ جب ہماری جماعت کے بعض اصحاب نہایت فراخدلی سے اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے اصحاب ان کی تقلید میں آگے قدم نہ بڑھائیں۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ۲۳ مارچ سر درد کا دورہ ہوا۔ مگر اب آرام ہے۔

جناب مولوی شیر علی صاحب اپنے لڑکے عبدالرحمٰن صاحب کی بیماری کی اطلاع پر جو کالج میں لاہور پڑھتا ہے۔ لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب عزیز مذکور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

جناب چودہری فتح محمد صاحب دورہ تبلیغ سے واپس آگئے ہیں

مدرسہ احمدیہ کی جماعت بندی ۱۴ اپریل سے ہوگی۔ جو احباب اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرنا چاہیں۔ وہ اس تاریخ تک بھیجدیں۔ لڑکا سرکاری مدارس کی چوتھی جماعت پاس ہونا چاہیئے۔ تفصیلی حالات کے لئے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ سے خط و کتابت کی جاسکتی ہے

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

مولوی ظفر علیخان صاحب کو چیلنج

اسلام میں مرتد کی کوئی مالی یا جسمانی سزا نہیں

جناب ظفر علی خان صاحب ان دنوں احمدیوں کو مرتد قرار دیکر ان کے قتل کے جواز میں مسلسل "زمیندار" میں مضامین شائع کر رہے ہیں۔ جن کے متعلق ہم اس انتظار میں تھے۔ کہ ان کا سلسلہ ختم ہو۔ ان کے تمام دلائل ہمارے سامنے آجائیں۔ وہ اپنا سارا زور صرف کر لیں۔ تو پھر ان کے جواب کی طرف توجہ کی جائے۔ لیکن جماعت احمدیہ لاہور نے اس مسئلہ کے متعلق عام لوگوں کی دلچسپی اور توجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب ظفر علی خان صاحب کو حسب ذیل کھلا چیلنج دے دیا ہے۔ اگر یہ منظور کر لیا گیا۔ تو امید ہے۔ اسلام میں قتل مرتد کے مسئلہ پر نہایت وضاحت سے روشنی پڑیگی۔ اور نہ صرف جناب ظفر علیخان صاحب کو بلکہ انکے معاون و مددگار علماء کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ ان کے دعاوی کس قدر بودے کتنے کچے اور کیسے بیہودہ ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے ایک قائم مقام سے جناب ظفر علی خان صاحب نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ احمدیوں کی طرف سے اپنے مضامین کے جواب زمیندار میں شائع کر دینگے۔ اگر وہ اس وعدہ پر قائم رہے۔ تو انشاء اللہ تحریری طور پر بھی اس بارے میں خوب بحث ہو سکیگی۔

مندرجہ ذیل چیلنج چھوٹے اور بڑے دونوں سائز پر چھاپا گیا ہے۔ احمدی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ جناب سید دلاور شاہ صاحب احمدی کوچہ چابک سواراں لاہور سے منگوا کر اس کی خوب اشاعت کریں۔ لاگت چھوٹے سائز کی آٹھ آنے اور بڑے کی دو روپیہ سینکڑہ ہے۔ اس کے متعلق اگر جلد سے جلد اطلاع دی جائیگی۔ اور اس کے ساتھ ہی لاگت معہ محصول ڈاک بھیجی جائیگی۔ تب انتظام ہو سکیگا۔

جہاں جہاں زمیندار کی اشاعت ہوتی ہو۔ وہاں کے احباب کو ضرور یہ اشتہار منگوا کر اپنے ہاں شائع کرنے چاہئیں۔ (ایڈیٹر)

"دشمنان اسلام کی طرف سے زمانہ حال میں سب سے بڑا اعتراض اسلام پر یہ کیا جاتا تھا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا۔ اور جبر سے اس کی اشاعت ہوئی۔ اور ایک صدی سے مسلمانوں کی یہ کوشش تھی۔ کہ تاریخ اور واقعات کی شہادت سے اس مکروہ الزام کو غلط ثابت کیا جائے۔ اور دنیا کو اس امر کا قائل کر دیا جائے کہ قرآن کریم کا ارشاد لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی محض ایک نمائش نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت تھی۔ جس پر خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بلکہ جمہور اسلام کا عمل تواتر سے چلا آیا ہے۔ اس متواتر سعی کا یہ نتیجہ ہوا کہ دشمن بھی اب تسلیم کرنے لگ گیا تھا کہ دینی معاملات میں جبر کا الزام اسلام کے خلاف ایک ناروا ظلم ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی سے آج ایک گروہ ایسے بدنام کنندگان اسلام کا پیدا ہو گیا ہے۔ جو اگرچہ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے۔ لیکن اسلام کی تخریب میں اسقدر کوشاں و ممد ہو رہا ہے۔ کہ بڑے سے بڑے دشمن اسلام سے بھی ایسا خوف نہیں ہو سکتا تھا۔

اس گروہ کا دعویٰ ہے

کہ اسلام ہر ایک حکومت اسلامی کا فرض قرار دیتا ہے۔ کہ اس کی رعایا میں سے جو مسلمان بھی کسی ایسے امر کا اظہار کرے۔ جو اس ملک کے علماء کے نزدیک ارتداد کی حد کو پہنچتا ہو۔ اس کو سزائے موت دیکر جمعیت اسلام کی حفاظت کی جاوے۔

اس گروہ کے علمبردار مولوی ظفر علیخان صاحب مالک اخبار زمیندار و پریزیڈنٹ پنجاب پراونشل خلافت کمیٹی ہیں

جنھوں نے ایک سلسلہ مضامین اپنے اخبار میں شروع کرنے کے علاوہ اس موضوع پر پبلک لیکچر بھی دیئے ہیں۔ ہمارے نزدیک اسلام کی طرف اس تعلیم کو منسوب کرنا

اسلام کی خطرناک ہتک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقابل عفو توہین ہے

جو یقیناً ہر محب اسلام اور فدائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دل کو زخمی کرنے والی ہے۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس خطرناک الزام سے اسلام کو پاک ثابت کرے۔ اسلئے ہم اس امر کو واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام ہر ایک شخص کو کامل آزادی ضمیر عطا کرتا ہے۔ اور دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر یا ایذا رسانی روا نہیں رکھتا۔ اور یہ امر قرآن کریم اور سنت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تعامل سے بصراحت ثابت ہے۔ اور

ہم مولوی ظفر علی خان صاحب کو چیلنج دیتے ہیں

کہ وہ قرآن کریم اور سنت نبوی اور خلفائے راشدین کے عمل سے یہ ثابت کریں کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایسے مرتد کی سزا قتل قرار دی ہے۔ جس کے ذمہ سوائے ارتداد از اسلام کے کسی قسم کا کوئی اور جرم عاید نہ کیا جاسکے۔ اور اس موضوع پر ہمارے قائم مقام کے ساتھ فریقین کی منظور شدہ شرائط کے مطابق مباحثہ کریں۔ تاکہ محبان و معاندان اسلام پر اس مسئلہ کے متعلق اسلام کی حقیقی تعلیم آشکارا ہو جاوے۔

ہم مولوی ظفر علیخان صاحب کو اس امر کا اختیار دیتے ہیں

کہ وہ اپنے ہمخیال گروہ یعنے علماء دیوبند جمعیۃ العلماء و دیگر علمائے ہمچو قسم سے جس قسم کی مدد اس معاملہ میں چاہیں۔ حاصل کر لیں۔ اور پورے طور پر ان لوگوں کی نمائندگی کریں۔ جن کے نزدیک اسلام ایسے مکروہ امر کو جائز رکھتا ہے۔ جس کے وہ مدعی ہیں۔

ہم مسلم پبلک سے یہ توقع رکھتے ہیں

کہ ان کی غیرت انہیں مجبور کریگی۔ کہ وہ مولوی ظفر علی خان صاحب کو اس چیلنج کے منظور کرنے پر آمادہ کریں۔ تاکہ نہ صرف اسلام کے دامن سے ایک بدنما دروغ کو جو اس پر لگایا گیا ہے صاف کیا جاسکے۔ بلکہ دشمنان اسلام کے دل میں جو مزید وساوس اور شکوک پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کا قلع قمع ہو سکے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و خاتم النبیین۔

خاکسار

(سید) دلاور شاہ سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لاہور (۱۰ مارچ ۱۹۲۵ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۶ مارچ ۱۹۲۵ء

بیع سلم اور تجارت

مفادِ سلسلہ کے متعلق ایک اہم تجویز

قابل توجہ ذمہ وار ارکان جماعت احمدیہ

حسب ذیل مضمون جو جناب چوہدری فتح محمد خان صاحب ایم اے نے رقم فرمایا ہے۔ نہایت ہی ضروری اور اہم مضمون ہے۔ جس کی طرف سلسلہ احمدیہ کے ذمہ وار ارکان کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ مرکز سلسلہ میں کوئی ایسی صورت ضرور پیدا کرنی چاہیئے۔ جس سے کارکنان سلسلہ کی وہ تکالیف کم ہو سکیں۔ جو انہیں تنخواہوں کی کمی اور اشیاء کی گرانی سے دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ جماعت کو ان ضروریات کے مہیا کرنے میں بھی بہت سی مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے۔ جو مرکز سے تعلق رکھتی ہیں یعنی مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اجناس کا مہیا کرنا۔ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے بورڈنگوں کیلئے سامان خورد و نوش فراہم کرنا اور پھر سالانہ جلسہ کے لئے ضروری اشیاء کا بہم پہنچانا۔ اس لئے اگر مرکز میں کسی اس قسم کی تجویز پر عمل کیا جائے۔ جو جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے نے بیان کی ہے۔ تو سلسلہ کی ان سب ضروریات کا آسانی اور سہولت سے انتظام ہو سکتا ہے۔ اور اشیاء خوردنی اعلیٰ درجہ کی مہیا ہو سکتی ہیں۔ پس ذمہ وار ارکان سلسلہ کو ضرور اس طرف توجہ فرمانی چاہیئے۔ اور سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات۔ کارکنان سلسلہ کی روز افزوں مشکلات اور مرکز سے جماعت کے اہم تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بارے میں جلد سے جلد عملی کارروائی کرنی چاہیئے۔

چونکہ یہ نہایت اہم اور ذمہ واری کی بات ہے۔ اس لئے اس کے متعلق غور کرکے تجاویز پیش کرنے کے لئے تجربہ کار اصحاب کی ایک کمیٹی بنانی چاہیئے۔ اور پھر جماعت کے ایسے اصحاب کو جو اس مفید اور دینی و دنیوی نفع دینے والے کام میں اپنا سرمایہ لگا سکیں۔ تحریک کرنی چاہیئے کہ وہ کام شروع کریں۔

جناب چوہدری صاحب موصوف نے جس اہم امر کی طرف اپنے مضمون میں توجہ دلائی ہے۔ اس کے متعلق اگر تجربہ کار اور واقف اصحاب اپنی تجاویز اور آراء قلم بند کرکے ارسال فرمائینگے۔ تو ان کے مضامین شکر گذاری کے ساتھ شائع کئے جائینگے۔ (ایڈیٹر)

ہندوستان میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یورپ کی موجودہ ثروت کا اصل موجب رواج سود ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور یہ صرف ان لوگوں کا قول ہے۔ جن کی نظر یورپ کے متعلق محض سطحی ہے۔ اور جنہوں نے یورپ کی زندگی اور یورپ کے لوگوں کے ذرائع معاش اور دوسری قوموں پر فوقیت رکھنے کے بواعث پر کافی غور نہیں کیا۔ اصل خوشحالی کے دو بواعث ہوتے ہیں۔ اول ضروریات زندگی موجود ہوں۔ دوم مزدوری زیادہ ہو۔ اور اجناس جن پر ان کا گذارہ ہے یا ضروریات زندگی مقابلۃً سستی ہوں۔ مثلاً پنجاب کو ہم خوشحال اسوقت کہینگے جب عام کھیت میں کام کرنے والا مزدور دو روپیہ روزانہ کما لیتا ہو۔ اور گندم کا نرخ ۱۲ سیر فی روپیہ ہو۔ اور شکر کا نرخ ۶ سیر فی روپیہ اور گھی ایک سیر فی روپیہ۔ دوم ضروریات زندگی کی اشیاء کے نرخ میں تغیر و تبدل کم ہو۔ یا لمبے عرصے تک بالکل نہ ہو۔ تاکہ ہر ایک شخص اپنے خرچ کا بجٹ اپنی حیثیت کے مطابق بنا سکے۔ اور اس کے مطابق اپنی زندگی اور [illegible] مزدوری کا صحیح طور پر اندازہ لگانا آسان ہو جائے۔ [illegible] یک لخت بہت بڑے تغیر ہی کا نام قحط ہے۔ اگر کسی ملک میں گندم کا نرخ عام طور پر چار سیر رہتا ہو۔ اگر کسی وقت وہاں تین سیر ہو جائے۔ تو اسے قحط نہیں کہینگے۔ لیکن اگر کسی علاقہ میں گندم کا نرخ عام طور پر بیس سیر فی روپیہ ہوتا ہے۔ اور یک لخت دس سیر ہو جائے۔ تو یہ تغیر لوگوں کے لئے ایک مصیبت عظیم ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس قابل نہیں ہونگے کہ خوراک خرید سکیں۔ کیونکہ ان کو جو مزدوری ملتی ہے۔ اور جس پر وہ صرف اس حالت میں گذارہ کر سکتے ہیں۔ جب گندم کا نرخ بیس سیر یا اس کے قریب قریب ہو۔ اول الذکر اس انداز سے مزدوری دیئے جاتے ہیں کہ چار سیر فی روپیہ گندم خرید کر گذارہ کر سکیں۔ تو گویا اس امر کے حصول کیلئے کہ قوم کے لوگوں کے پاس کافی خوراک ہو۔ تاکہ وہ اطمینان قلب اور کامیابی سے کام کر سکیں۔ مندرجہ ذیل باتوں کا حصول ضروری ہے۔

اول اشیاء کو احسن طریق پر مہیا کیا جائے۔ دوم نرخ کو تغیرات سے بچایا جائے۔ سوم ایسے طریقے اختیار کئے جائیں کہ ضروریات زندگی ارزاں ہوں۔ یعنی مزدور اپنی مزدوری سے خوشحالی کے ساتھ گذارہ کر سکے۔ اور اس کا کھانا۔ مکان اور لباس خواہ عشرت کے سامان سے خالی ہو لیکن ایسا ضرور ہو۔ کہ وہ صحت کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔ اور اپنے بیوی اور بچوں کو اچھی طرح پال سکے۔ یہ تمام امور جنگ عظیم سے پہلے یورپ کے لوگوں کو عام طور پر حاصل تھے۔ اور اس کی بڑی وجہ بیع سلم اور تجارت تھی۔ نہ کہ سود اور بیاج کا رواج۔

لیکن بیع سلم کا اصل طریق اور جس بات کے لئے یعنی تجارت فائدہ کی غرض سے وضع کی گئی ہے۔ یہ نہیں ہے۔ جس کا اس طرح رواج ہو رہا ہے۔ کہ ایک غریب کسان کو خرچ خانگی یا سودی روپیہ ادا کرنے کے لئے چالیس۔ پچاس یا ساٹھ روپے دیدئے۔ اور اس سے اسقدر نرخ لکھوا لیا۔ جو یقیناً اس کو اقتصادی طور پر ادا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور جب غلہ لینے کا وقت آیا۔ تو معلوم ہوا کہ کسان کے پاس اسقدر گندم ہی نہیں ہوئی۔ کہ وہ پچاس روپے کی ادائگی بصورت گندم کر سکے۔ اور پھر اصل رقم کبھی بصد مشکل ادا ہوئی اور کبھی بالکل نہ ہوئی۔ اور بیع سلم کے اصل پر نکتہ چینی شروع ہو گئی۔ بیع سلم کا اصل طریق جس پر یورپ کے لوگ اس وقت کاربند ہیں۔ اور جس کی وجہ سے باوجود چار سال کی تباہ کن جنگ کے اس وقت بھی ہندوستان کی نسبت بدرجہا آسودہ حال ہیں اور برابر غیر آباد ملکوں کو آباد کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ہے کہ روپیہ آسودہ کار اور با اعتبار لوگوں کو ضروری اشیاء کے آسان اور سستا طریق پر پیدا کرنے اور ایک معقول نرخ پر مہیا کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ ایسے نرخ پر جو پیدا کرنیوالے اور خریدنے والے دونوں کے لئے معقول ہو۔ اور پھر اس بات کی نگرانی کی جاتی ہے۔ کہ وہ روپیہ اسی کام پر خرچ کیا جائے جس کے لئے دیا گیا ہے۔ [illegible] انسپکٹروں کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ اور ایسے انتظام اور اس فراغت سے روپیہ دیا جاتا ہے۔ کہ نقصان کے اتفاقات قریباً قریباً معدوم کر دیئے جاتے ہیں۔ اور کارکن اعلیٰ پیمانہ پر عموماً مشینری سے کام کرتا ہے۔ اور اس قدر پیدائش ہوتی ہے کہ خود بھی مالا مال ہو جاتا ہے۔ اور مالک بھی۔ مثلاً فرض کرو کہ قادیان کے احمدیوں کی آبادی کے لئے ڈیڑھ ہزار من گندم ماہوار کی ضرورت ہے۔ اس حساب سے سال بھر میں ان کو ۱۸ ہزار من گندم کی ضرورت ہوگی۔ ہماری جماعت کو اسوقت اس کے متعلق کئی ایک تکالیف ہیں۔ اول بعض دفعہ آٹا ضرورت کے مطابق مہیا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر مہیا ہوتا ہے۔ تو عموماً ۷ سیر نرخ ہوتا ہے۔ جو قادیان کے لوگوں کی تنخواہوں کے مطابق بہت مہنگا ہے۔ اور اکثر نرخ میں اسقدر [illegible] اتار چڑھاؤ ہوتا ہے کہ مزدور لوگوں اور کم تنخواہ والوں کو سخت مشکل ہوتی ہے۔ پھر نرخ بعض دفعہ چار سیر یا ساڑھے تین سیر بھی ہو جاتا ہے۔ یہ نرخ کیا ہوتا ہے۔ ایک

ناگہانی بپا ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ تمام لوگوں کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ اور غریب و امیر سب مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ نرخ کے چڑھنے کے ساتھ مزدوری فوراً زیادہ نہیں ہو سکتی اس سے مزدور مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔ اور جب دیر کے بعد مزدوری زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور نرخ پھر اپنی اصل حالت پر آ جاتا ہے۔ تو مزدور قحط سالی کے زمانہ کی مزدوری پر اصرار کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح مالکوں کو نقصان ہوتا ہے۔ بہت سے کام رک جاتے ہیں۔ اور مزدوروں کی کساد بازاری شروع ہو جاتی ہے۔ مزدوروں کو پھر مجبوراً اپنے مطالبات کو کم کرنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مزدوری کافی نہیں ہے۔ اس لئے دل سے کام نہیں کرتے۔ اور کام میں اسقدر سستی کرتے ہیں۔ کہ مالک اگر ان کے اصل مطالبہ کو پورا کر دیتا۔ تو اس کے لئے بہتر ہوتا۔ نہ مزدور کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو صحیح طور پر اس کے حق کے مطابق کس قدر مزدوری طلب کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی مالک کو اس بات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ کہ مزدور کا اصل حق کس قدر ہے۔ دونوں ایک دوسرے پر شبہ کرتے ہیں۔ لڑتے اور جھگڑتے ہیں۔ اور اس طرح اصل کام کو خطرناک نقصان پہنچ جاتا ہے۔

بینک کے ذریعہ سے یہ تمام مشکلات حل ہو جاتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی صاحب حیثیت اور تجربہ کار آدمی تلاش کیا جائے۔ جس نے گندم پیدا کرنے کے کام کو علمی طریقہ پر مطالعہ کیا ہو۔ اور کافی عرصہ تک اس کام کو کر چکا ہو۔ اور اسقدر گندم پیدا کرنے کے لئے اس کے پاس زمین موجود ہو۔ جو کم از کم اڑھائی ہزار ایکڑ ہونی چاہیئے۔ ایسے آدمی کے لئے سوسائٹی روپیہ مہیا کرے اس شرط پر کہ مثلاً وہ سوسائٹی کو ۵ اسیر فی روپیہ کے حساب ۱۸ ہزار من گندم مہیا کرے گا۔

۱۸ ہزار من گندم کی قیمت ۵ اسیر فی روپیہ کے حساب ساٹھ ہزار روپیہ سوسائٹی زمیندار کو دیدے۔ اس انتظام کے فوری نتائج مندرجہ ذیل ہونگے۔ زمیندار کو گندم فروخت کرنے کا فکر دور ہو جائیگا۔ اور بے فکری سے اپنی ساری توجہ گندم کے پیدا کرنے پر لگا دیگا۔ اور اس کو یہ فکر ضروری دامنگیر نہیں ہو گا۔ کہ اگر اسقدر گندم پیدا کی تو کس نرخ پر کہاں فروخت کروں گا۔ اس کے پاس کافی روپیہ ہو گا۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ تدابیر اور نئے سے نئے آلات کے ذریعہ سے ایسے سستے طریقوں سے گندم پیدا کریگا۔ کہ اس کے اخراجات معمولی کسانوں سے نصف سے کم ہو جاتے ہیں۔ یعنی اگر دوسرے کسانوں کے فی من گندم پیدا کرنے کے لئے اڑھائی روپے خرچ ہوتے ہیں۔ تو یہ وسیع پیمانہ پر آلات جدیدہ کے ذریعہ کام کرنے سے [illegible] سے سوا روپے میں ایک من گندم پیدا کر سکیگا۔ یہ [illegible] دیکھا ہے۔ کہ اجناس کی پیدائش اکثر دفعہ صرف بیج کے انتخاب سے ہی سوائے اور ڈیوڑھے کا فرق پڑ جاتا ہے چونکہ اس کے پاس روپیہ کی طاقت بھی موجود ہے۔ اور توجہ بھی صرف ایک ہی فصل کی طرف ہے۔ اس لئے وہ پانی کا کافی انتظام کر سکیگا۔ اور مختلف بیماریاں جو گندم کو تباہ کرتی ہیں۔ ان کا علاج بروقت کر کے اپنے فصل کو تباہی سے بچانے کی کوشش کریگا۔ اور اس کی فصل کے لئے تباہ ہونے کے اتفاقات بہت کم رہ جائینگے۔

خریدنے والوں کو مندرجہ ذیل فائدے ہونگے۔

اوّل:۔ غلہ صاف ستھرا اور جنس کے لحاظ سے اعلیٰ اور زیادہ غذائیت رکھنے والا ہو گا۔ کیونکہ دانہ پاؤں کے نیچے مسل کر بھوسے سے علیحدہ نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ مشین کے ذریعہ سے کیا جاویگا۔ اس لئے آٹا مٹی اور ریت وغیرہ سے بالکل پاک ہو گا۔ اور بیج اعلیٰ ہونے کی وجہ سے غذائیت اور لذت زیادہ ہوگی۔

دوم۔ گندم کا بروقت بغیر فکر و محنت مہیا ہونا قریباً یقینی ہو گا۔

سوم۔ دوسرے لوگوں کی نسبت نرخ ارزاں ملیگا اور نرخ یک لخت چڑھنے اور پھر گرنے کی وجہ سے منڈی اور لوگوں کے دلی اضطراب سے محفوظ رہینگے۔ اور مزدوروں کی مزدوری اور تنخواہ داروں کی تنخواہ کا قریباً ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا آسان ہو جائیگا۔ اور عام طور پر لوگوں کی قوت عمل شکوک اور اضطراب کے دور ہو جانے کی وجہ سے بہت بڑھ جائیگی۔ جو ایک عظیم الشان قومی فائدہ ہے۔ اور اس سے قوم کو آرام ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ قوت عمل بھی بڑھ جاتی ہے۔ جو اصل آسودگی کی جڑ ہے یورپین نے صرف اپنے ملکوں میں ہی نہیں۔ بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اپنے آدمیوں کو بھیجکر ایسے اعلیٰ ایسے آسان اور ایسے سستے طریقوں سے ضروریات زندگی کو پیدا کرنے کا انتظام کیا ہے کہ خود مشرقی ممالک کے لوگوں نے عاجز آکر اپنے ہتھیار ان لوگوں کے سامنے ڈالدئے ہیں۔ کافی۔ کوکو۔ چائے اور شکر کی پیدائش پہلے مشرقی لوگوں کے ہاتھ میں تھی۔ مگر ان چیزوں کی پیدائش اسقدر قلیل تھی۔ اور اس قدر گراں طریقے پر یہ کام کیا جاتا تھا کہ مشرق کے لوگ بھی عام طور پر ان چیزوں سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے۔ لیکن یورپ کے لوگوں نے اپنے زمینداروں کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر جب سے کام شروع کیا ہے۔ یہ چیزیں یورپ میں نہایت ارزاں طور پر بکتی ہیں۔ اور مشرق کے کونے کونے میں ان اشیاء کو اس قدر ارزاں نرخ پر پہنچا دیا گیا ہے کہ غریب سے غریب آدمی بھی ان سے مستفید ہو رہا ہے۔ اسی طرح یورپین زمیندار اور کمپنیاں اب گندم کی پیدائش کی طرف توجہ کر رہی ہیں کہ یورپین کسانوں کی پیدا کردہ گندم پنجاب میں آکر پندرہ یا بیس سیر بکے۔ اور گندم کی زراعت پنجاب میں اسی طرح تباہ ہو جائے۔ جس طرح کہ شکر کی پیدائش نیست و نابود ہو گئی ہے۔

شیخ محمد سیال ایم اے۔

منٹگمری میں آریہ سماج سے مباحثہ کیوں نہ ہوا

آریہ اخبارات میں کسی آریہ نامہ نگار کی طرف سے یہ غلط بیانی شائع ہو رہی ہے کہ:۔

"منٹگمری میں ۹۔۱۰۔۱۱ مارچ کو آریوں اور احمدیوں کے درمیان مباحثہ ہوا۔ احمدی دُم دبا کر بھاگ گئے۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ پولیس نے مباحثہ بند کر دیا ہے"

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ جماعت احمدیہ منٹگمری کی طرف سے بذریعہ مطبوعہ اشتہار آریہ صاحبان کو مباحثہ کی دعوت دیگئی تھی پھر آریوں سے مباحثہ کے لئے تحریری شرائط طے کی گئیں۔ اور مباحثہ شروع بھی ہو گیا کہ عین اس وقت جبکہ دہرم بھکشو صاحب قدامت روح و مادہ کے اثبات پر تقریر کر رہے تھے سب انسپکٹر صاحب پولیس نے آکر کہا مباحثہ بند کر دیا جائے۔ کیونکہ نقض امن کا خطرہ ہے۔ اسکے بعد جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس نے تحریری احتیاطی حکم بھیجدیا۔ اسوجہ سے مباحثہ جاری نہ رہ سکا۔ ہمارے پاس جماعت احمدیہ منٹگمری نے سپرنٹنڈنٹ صاحب موصوف کا اصل حکم بھیجدیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اس اطلاع کی بناء پر جو مجھے موصول ہوئی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مذہبی بحث کا بالخصوص جبکہ ایک دوسرے کے مذہب پر حملہ ہو۔ نتیجہ نقض امن ہو گا۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ وہ ایسے مناظرات سے احتراز کرے۔ اس امر کی طرف میں خاص طور پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ باوجود معاہدات کے ہوتے ہوئے بھی مذہبی مناظرے خواہ افراد کے درمیان ہوں یا جماعتوں کے باہمی طبیعتوں میں اشتعال پیدا کرتے ہیں۔ اور نتیجہ آپس میں دشمنی ہوتی ہے۔ اس لئے مناظرہ کے متعلق جلسہ کی میں اجازت نہیں دیتا۔" جی۔ ڈبلیو۔ براؤن سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ منٹگمری

باوجود اس تحریری حکم کے اور منٹگمری کے آریہ صاحبان کے اصل حالات سے واقف ہونے کے یہ ظاہر کرنا کہ احمدی مباحثہ سے بھاگ گئے اور یونہی مشہور کر دیا کہ پولیس نے مباحثہ بند کر دیا ہے۔ حد درجہ کی دروغ بیانی ہے۔ جماعت احمدیہ منٹگمری اس حکم کے بعد بھی آمادہ تھی کہ مباحثہ کے متعلق ذلیتی پولیس کو حفظ امن کا یقین دلا کر اجازت حاصل کریں۔ اور پھر مباحثہ ہو [illegible]

اسلام سے مسٹر ظفر علیخاں کی عداوت

اخبار تیج کے اعتراض اسلام پر

مسٹر ظفر علی خاں نے جناب گاندھی جی کے مقابلہ میں اسلام کے متعلق جو پوزیشن اختیار کی ہے۔ اور جس پر ہم ایک گذشتہ پرچہ میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس نے غیر مذاہب کے قلوب پر جو کچھ اثر ڈالا۔ اور انہیں جس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور کیا ہے۔ اس کا پتہ جناب گاندھی جی کے بیان اور دیگر غیر مسلم اخبارات کی تحریروں سے لگ سکتا ہے۔ اس بارے میں ذیل میں آریوں کے مشہور اخبار تیج مورخہ ۷ مارچ کا ایک مضمون درج کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جناب ظفر علی خاں صاحب نے احمدیوں کی سنگساری کو جائز اور مطابق اسلام قرار دینے کی کوشش کرتے ہوئے جناب گاندھی جی کے مقابلہ میں جو قدم اٹھایا۔ وہ اسلام جیسے پاک اور فطرت کے عین مطابق مذہب کو کس قدر بدنام کرنے والا ہے۔ مگر ہم نے جس طرح اپنے ایک دوسرے مضمون میں جناب گاندھی جی کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ اسی طرح معاصر تیج اور دیگر اخبارات کو بتانا چاہتے ہیں۔ یہ ان کی سخت زیادتی ہے۔ کہ جناب ظفر علیخاں صاحب جیسے انسان کی بیہودہ سرائی کی بنا پر یہ رائے قائم کریں کہ "اسلام کی بنیاد ہی اندھا اعتقاد ہے۔ عقل و فہم کو اس کے سدھانتوں میں کوئی دخل نہیں ہے" اسلام کا ہر ایک مسئلہ عقل و دانش کے عین مطابق ہے۔ اور ہم ہر وقت یہ بات ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آریہ صاحبان اسلام کے ایک ایک مسئلہ پر گفتگو کر کے دیکھ لیں۔ جناب ظفر علی خاں صاحب نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ خود ان کی اسلام سے ناواقفیت اور بے علمی کا ثبوت ہے۔ اور ظفر علی خانصاحب تو وہ انسان ہیں۔ جن کی ساری زندگی اپنے ذاتی فوائد اور نفسانی اغراض کے لئے پلٹے کھاتے گذر گئی۔ اور اسی وجہ سے وہ "پولیٹیکل گرگٹ" کا خطاب حاصل کر چکے ہیں۔ چنانچہ ان کے متعلق اس نام کی ایک ضخیم کتاب شائع ہو چکی ہے۔

پس جس شخص کی زندگی ان حالات میں گذری ہو۔ جس نے کبھی اپنے قول و قرار بلکہ تحریر کا بھی پاس نہ کیا ہو۔ جو بیسیوں دفعہ ذاتی اغراض کے ماتحت اسلام کو بدنام کرنے کا باعث بن چکا ہو۔ وہ اگر احمدیوں کی سنگساری کی تائید میں آواز اٹھا رہا ہے تو اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ اسلام اسے ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ یہ ہے۔ کہ وہ حکومت کابل کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ جس کے متعلق تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ یہ مشہور ہوا تھا۔ کہ زمیندار کے لئے وہاں سے امداد حاصل کرنے کے لئے درخواست کی ہے۔ ممکن ہے یہ درخواست منظور ہو گئی۔ اور جناب ظفر علی خاں حق نمک خواری ادا کر رہا ہو۔ یا منظور کرانے کے لئے اس کی جد و جہد ہو۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو۔ اس کا شور و شر نفسانی اغراض اور ذاتی فوائد کی خاطر ہے۔ اور قطعاً اس قابل نہیں۔ کہ اسے اسلام کی طرف منسوب کیا جائے۔ یا اس کی بنا پر اسلام کے خلاف کوئی رائے قائم کی جائے۔

غیر مسلم اصحاب کی خدمت میں یہ عرض کرنے کے بعد ہم مسلمان اصحاب سے بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ اگر امیر صاحب کابل نے کابل میں احمدیوں کو سنگسار کر کے ساری دنیا میں اسلام کے روشن نام پر سیاہ دھبہ لگایا تھا۔ تو جناب ظفر علی خانصاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں نے اس ناجائز اور ناروا فعل کی تائید میں آواز اٹھا کر سارے ہندوستان میں اسلام کو بدنام کر دیا ہے۔ جس کے ثبوت میں تیج کا مذکورہ بالا مضمون پیش کیا جاتا ہے ہماری درخواست یہ ہے۔ کہ اگر جناب ظفر علی صاحب اور ان کے ساتھی اس زمانہ میں جب کہ اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ اسلام کی خدمت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اشاعت اسلام کی ہمت نہیں پاتے۔ اور غیر مذاہب کے حملوں سے اسلام کو نہیں بچا سکتے۔ تو خدارا خود تو ایسی حرکات کے مرتکب نہ ہوں۔ جو اسلام کے بڑے سے بڑے دشمنوں سے بھی زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ آپ لوگ آریہ اخبار تیج کا حسب ذیل مضمون پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ جناب ظفر علی خاں صاحب نے مخالفین اسلام کو اسلام کے خلاف حملہ آور ہونے کے لئے کس قدر سامان بہم پہنچایا ہے۔ اور پھر رنج یہ ہے۔ کہ ان حملوں کے جواب میں تاحال ایک لفظ بھی ان کے قلم سے نہیں نکلا۔

اخبار تیج لکھتا ہے:۔

"ینگ انڈیا" کی پچھلی اشاعت میں مہاتما جی نے کابل میں دو احمدیوں کی بے رحمانہ سنگساری پر اظہار خیالات کرتے ہوئے اسے اخلاق کے خلاف قرار دیا تھا۔ اور ساتھ ہی کہا تھا۔ کہ "اس کی تائید محض اس لئے نہیں کی جا سکتی۔ کہ اس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ کیونکہ اس عقل و دانش کے دور میں اگر کسی مذہب کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہوگا۔ کہ اس کا کوئی اصول موصوفہ عالمگیر حیثیت سے قبول کر لیا جائے تو پہلے اسے عقل کی حق و باطل کو پرکھنے والی کسوٹی پر کسے جانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہوگا" اسی مطلب کو زیادہ واضح کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ غلطی ہر حالت میں غلطی ہے۔ گو دنیا بھر کے شاستروں (جس میں قرآن بھی شامل ہے) اس کی حمایت کی گئی ہو" ظاہر ہے۔ کہ مہاتما جی کا یہ اعلان عقل کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ علاوہ چند مذاہب کے دہرم شاستروں پر مساوی طور پر حاوی ہے۔ یعنی اس کا اطلاق وید مقدس پر بھی اسی قدر ہوتا ہے جس قدر کہ بائیبل یا قرآن پر۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وید مقدس کے ماننے والوں یا بائبل کے مقلدوں میں سے ایک نے بھی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کی اور کسی کو اس بات کا خطرہ لاحق نہ ہوا۔ کہ مہاتما جی کے اعلان کے مطابق اگر لوگوں نے دہرم شاستروں کی تعلیم کو عقل کی کسوٹی پر کسنا شروع کر دیا۔ تو وہ اسے ترک کر دینگے۔ مگر مولانا ظفر علی جو آج ساری دنیا کو اسلام کی دعوت دینے پھرتے ہیں۔ اتنی سی بات پر مہاتما جی کے اعلان سے کانپ اٹھے۔ اور فتویٰ صادر کر دیا۔ کہ مہاتما جی نے اس قسم کا اعلان شائع کر کے "کروڑوں مسلمانوں کے اس عقیدہ کو متزلزل کر دیا ہے کہ آپ میں ان کی رہنمائی کی قابلیت موجود ہے"۔ اس فتویٰ کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ مہاتما جی نے کہہ دیا ہے۔ کہ "خود قرآن مجید کی کسی نص صریح میں سنگساری کا حکم موجود ہو۔ تو بھی اس حکم کو غلط سمجھنا چاہیئے"۔ یعنی جس کا مطلب یہ ہے۔ مولانا یہ برداشت نہیں کر سکے۔ کہ قرآن مجید کو عقل کی کسوٹی پر کسا جا سکتا ہے۔ ہم مولانا اور ان کے ہم خیال دوسرے لوگوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا مولانا کا فتویٰ اور مہاتما گاندھی کے اعلان پر اضطراب و بے چینی کھلی زبان سے اس امر کا اعتراف کرنے کے برابر نہیں ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم عقل و فہم کی کسوٹی کی تاب نہیں لا سکتی۔ اور کہ اندھا دشواش ہی اسلام کی جان ہے۔ کیا اس اعلان کے بعد بھی مولانا ظفر علی دنیا بھر کو اسلام کی دعوت پیش کر سکتے ہیں۔ تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ جو اسلام خود اس کے داعیان و پرچارکوں کی نظر میں اس قدر کچا ہو۔ کہ وہ خود اسے عقل و فہم کی کسوٹی پر کسنے کی تاب نہ لا سکیں۔ اسے تو ساری دنیا کے لئے قابل قبول سمجھا جائے۔ نیز اس کی نشر و اشاعت اس کا ابتدائی حق سمجھا جائے۔ اور جو دہرم ہر وقت اپنے سدھانتوں کو بلا جھجک عقل کی کسوٹی پر کسے جانے کے لئے پیش کرتا ہو۔ وہ اگر اپنا پرچار شروع کرے۔ تو کہا جائے۔ کہ شدھی اس کا حق نہیں ہے۔

ہمارے خیال میں مولانا کے اعلان نے سمجھدار دنیا پر یہ امر بخوبی واضح کر دیا ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد ہی اندھا اعتقاد ہے۔ عقل و فہم کو اس کے سدھانتوں میں کوئی دخل نہیں۔ اس لئے ان لوگوں کے علاوہ جو اسلام سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کئے بغیر ہی اسلام کی ظاہری چکا چوند کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ سمجھدار مسلمان حضرات بھی اپنی پوزیشن پر دوبارہ غور کر لیں۔ اور سوچیں۔

کہ پیدائش کی وجہ سے جو ان کا مذہب بن گیا ہے۔ وہ اس بیسویں صدی علم اور روشنی کے زمانے میں کہاں تک قابل قبول ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے۔ کہ اگر سمجھدار مسلمان حضرات تلاش حق کے خیال سے اسلامی اعتقادات کی چھان بین کریں گے۔ تو انہیں خود معلوم ہو جائیگا۔ کہ فی الواقع اسلام میں بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جنہیں معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی صحیح قرار نہیں دے سکتا۔ اور اس اعتبار سے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مولانا نے جس خطرے کا احساس کیا ہے وہ بالکل بجا ہے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بہت سے اسلامی عقائد عقل و فہم کی کسوٹی کی تاب نہیں لا سکتے۔ اور اس صورت میں عقل و فہم کو مذہبی عقائد کی جانچ پڑتال کی کسوٹی قرار دینا۔ جیسا کہ مہاتما جی نے لکھا ہے۔ سچ مچ اشاعت اسلام کو سخت دھکا پہنچانا ہوگا۔ اس نکتہ نظر سے دیکھا جائے۔ تو مولانا صاحب کا مہاتما جی کے خلاف غم و غصہ بھی بڑی حد تک بجا ہے۔ کیونکہ مہاتما جی نے تو ایک نہایت سادہ بات کہکر حقیقتاً اسلام کی جڑوں پر ہی ڈائنامیٹ لگا دیا تھا :

دنیا میں عذاب کب آتے ہیں؟

مخالفین سلسلہ احمدیہ جب ان دلائل اور براہین کی تردید کرنے سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جو صداقت احمدیت کے لئے ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ تو کچھ بڑبڑاتے ہوئے ساز از میں یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ

"یہ احمدی ہی ہیں جو دکھ درد اور قحط اور وبائیں ہی لائے اور دنیا کو تکلیفوں اور عذابوں میں ہی پھنسا دیا"

لیکن آہ یہ بات بھی جو وہ اکثر ایسے موقعوں پر کہہ دیا کرتے ہیں۔ ان کی باطنی اغراض اور خواہشات کی صحیح ترجمانی کرنے والی نہیں ہوتی۔ بلکہ الٹا ایک ایسا ثبوت آفتاب احمدیت" کا پیش کر دیتی ہے۔ کہ جسے اگر اقبالی ڈگری" کا نام دے لیا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔

بیشک اس فقرہ کے منہ سے نکالتے وقت ان کا لب ولہجہ کچھ طنز کچھ حقارت کچھ تنفر اور کچھ تمسخر کا رنگ رکھتا ہے۔ مگر کیا ہوا یہی فقرہ اس بات کو بھی تو ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے موجودہ مصائب اور تکالیف کے متعلق اقرار کر لیا ہے۔ اور وہ فی الواقع اس دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور بالکل عذاب کے رنگ میں گھیرے ہوئے ہیں۔ اور جب یہ اقرار ان لوگوں کو ہے۔ کہ یہ عذاب دنیا میں موجود ہیں۔ تو دیکھنا یہ رہ جاتا ہے۔ کہ یہ عذاب آتے کب ہیں۔ اور کیا کس وقت میں آتے ہیں۔

جب لوگ نیکوکار عصمت شعار اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ تب نہیں آتے ہیں۔ کیونکہ اس صحیفہ عمل میں کہ جو دنیا بھر کی ہدایت کے لئے اس ربع مسکون میں بھیجا گیا۔ اس کا انکار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ان الفاظ ربانی سے ظاہر ہوتا ہے۔ وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم و اھلھا مصلحون (ہود) یعنی خدا ظالم نہیں۔ جو مصلحین کی بستیوں کو یونہی تباہ کر دے جس کا صاف مطلب یہی ہے۔ کہ تباہ و ہلاک اگر ہو سکتے ہیں۔ تو مفسد اور غیر مصلحین ہی ہو سکتے ہیں یا شریر اور گستاخ۔ پھر کیا ان قابل تعذیب شخصوں کے لئے بغیر وہ اسباب مہیا کئے جن کے ساتھ وہ اپنے آپ کو ہلاکت اور بربادی سے بچا سکیں۔ ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ نہیں ایسا کبھی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے لئے وہ اسباب پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ جو ان کو شکنجۂ عذاب میں پھنسنے سے بچا سکیں۔ اور ہر قسم کی سہولت بہم پہنچا دی جاتی ہے۔ کہ تا وہ اس زد کی حد سے باسانی باہر آجائیں۔ پھر جب نہ یہ ہے۔ نہ وہ تو عذابوں کے آنے کا وقت کونسا ہوا! سو جیسا کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سے ظاہر ہے۔ عذابوں کے آنے کا وقت کسی نبی کا عہد ہے کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ بن مطلع کئے اور نیک و بد سمجھائے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کر دے۔ پس اس آیت شریفہ کے ماتحت ایک نبی مبعوث کر دیا جاتا ہے۔ جو عوام کی آگاہی اور تنبیہ کے فرائض ادا کرتا ہے۔ اور ان حادثات سے جو عوام پر ان کے اپنے ہی طریق کار کے باعث گذرنے والے ہوتے ہیں تبشیر و تنذیر کے طریق پر پیش از وقت اطلاع دیتا ہے مگر تس پر بھی اگر کوئی اپنے بچانے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور الٹا فسق و فجور شوخی و شرارت اور اباء و انکار میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ تو پھر کچھ تو اس گستاخی اور نافرمانی کی وجہ سے کہ جو اس نبی کے انکار کے سبب سرزد ہوتی ہے۔ اور کچھ ان افعال شنیعہ کے باعث کہ جن کا مرتکب وہ ایک عرصہ سے چلا آتا ہے۔ وہ الٰہی عقوبت میں پھنستا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ بغیر سامان حفاظت پیدا کئے۔ اور بن کسی ایسے شخص کو ان کے پاس بھیجے جو انہیں ان کے نفع و نقصان سے مطلع کرے انہیں دھر لیا جاتا ہے۔ پس یہ کہہ لینا یا یہ سمجھ لینا کہ عذاب کے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ کسی نبی کا وقت ہو۔ ایک قابل اصلاح غلطی ہے۔

پھر یہ صرف وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا سے ہی ظاہر نہیں۔ کہ عذاب نبی کے وقت آتے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے بیسیوں مقام اسی مضمون کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اور دیکھا ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون (الاعراف) میں تو کھلے کھلے پیرایہ میں فرما دیا گیا ہے۔ کہ جس کسی بستی میں ہم نے کوئی ایسا نبی یا رسول یا کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ ساتھ ہی ہم نے اس کے ساکنین کو مصیبت اور بیماریوں میں بھی مبتلا کیا۔ تا کہ وہ ہمارے حضور عاجزی کریں۔ گڑگڑائیں۔ جبین نیاز کو ہمارے عتبہ علیا پر رکھیں۔ اور طلب عفو و مغفرت کے لئے [illegible] نہیں۔ پس جب کہ یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے۔ تو پھر ان عذابوں کو دیکھ کر بجائے کچھ تنبیہ حاصل کرنے کے الٹا غصہ اور تنفر کا اظہار کرنا مطلقاً درست نہیں ہو سکتا :

[illegible] دیکھیں [illegible] قرینے کے بعد بھی الٹا کو آئی جانی بات سمجھ لینا تو شیوہ فرزانگی نہیں۔ بلکہ طریق دانشمندی تو یہ ہے۔ کہ بمطابق تعلیم قرآنی کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی کوشش کی جائے۔ جس کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ بار بار یہی فرماتا ہے۔ کہ ہم نبی کے ساتھ عذاب نازل کیا کرتے ہیں۔ پس اگر اور نہیں۔ تو عذاب ہی سے ایک نبی کو پہچان لیا جا سکتا ہے۔ ان دکھوں اور دردوں کو دیکھ کر ایک نبی کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ ان تکالیف و مشکلات کا سامنا کر کے ایک رسول کا وقت پہچانا جا سکتا ہے۔ ان قحط اور وباؤں کا مشاہدہ کر کے ایک "نذیر" کا زمانہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ان بیماریوں اور عذابوں کے صدمے سہہ کر ایک مرسل ربانی کا یقین کیا جا سکتا ہے کیونکہ جس طرح دھواں نہیں نکلتا بغیر آگ کے اسی طرح عذاب نہیں آتا دنیا میں بن کسی نبی کی بعثت کے پس یہ زلزلے یہ قحط یہ وبائیں یہ بیماریاں یہ تکلیفیں یہ مصیبتیں جنہوں نے اس وقت دنیا کو بری طرح نرغہ میں پھنسا رکھا ہے۔ اور جنہیں ہر ایک نفس عذاب کا نام دے رہا ہے یونہی نہیں ہیں۔ بلکہ ایک نبی کی بعثت کا پتہ دے رہے ہیں۔ جو اس زمانہ میں مبعوث ہوا۔ اور جس کا تخت گاہ قادیان میں ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس پر یقین لاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ہرگز شرمندہ نہ ہونگے۔ اور نہ ٹوٹا پائیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے زمانہ کی علامتوں میں تمیز کرنی بھی سیکھی اور وقت کو جانا اور پہچانا۔ اور اس سے بھی کہ انہوں نے پہلی بربادیوں سے بھی سبق حاصل کیا۔ جو ازمنہ سابقہ میں عذابوں پر نگاہ نہ کرنے اور وقت کو نہ پہچاننے کے سبب ہوئیں کیا صور و صیدا کی تباہی کسی نبی کا پتہ نہیں دے رہی۔ کیا سدوم اور عمورہ کی بربادی کسی پیغامبر آسمانی کی نافرمانی کا نقشہ نہیں پیش کر رہی۔ کیا آگ اور گندھک کی بارشیں کسی مسیح کا پتہ نہیں دے رہیں۔ کیا مینڈکوں اور ٹڈیوں کی یورشیں کسی فرعون کش وجود کا نشان نہیں بتا رہیں کیا فار التنور کی طغیانیاں "جودی" پہاڑ پر جا ٹھہرنے والی کسی ہستی کو یاد نہیں کرا رہیں۔ جو اس وقت یہ کہنے کی گنجائش ہو۔ کہ یہ دھواں بن آگ کے نکل رہا ہے۔ اور یہ عذاب بغیر

اشتہار

اکسیر تسہیل ولادت

ہی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ ایسے نازک وقت میں جب کہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آسکتا۔ سچی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس کے استعمال سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ولادت کی مشکل کی گھڑیاں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔ قیمت بالکل معمولی مع محصولڈاک صرف دو روپے ؛

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی۔ ضلع سرگودہا

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو۔ (۶) جن کے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کیلئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے قیمت فی تولہ عہ۔ تین تولے کے لئے محصولڈاک معاف ہے تولہ تک خاص رعایت ؛

المشتہر:۔ نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ بنام مدعا علیہم،

بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

بگھو رام ولد لالہ میاداس ذات مہرہ۔ سکنہ جھنگ صدر بھگوان وکالا رام مہرہ۔ مدعی بنام سلطان وغیرہ مدعا علیہ
دعویٰ ۱۰۰۰ روپیہ بروے تمسک

اشتہار بنام سلطان۔ لعل۔ وریام۔ بیلو۔ خان پسران عنایت اقوام سیالی سکنائے ۱ دسونا چاہ درگاہی والہ داخلی مہر نوالہ دعلہ چک ۴۲ تحصیل جھنگ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۲۵ء کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی ایکطرفہ کی جاوے گی ؛ ۱۸ مارچ ۱۹۲۵ء

دستخط حاکم — مہر عدالت

ضرورت ہے ایک احمدی دوست کو ایک احمدی میٹرک پاس کی۔ تنخواہ حسب لیاقت۔ درخواستیں بذریعہ ناظر صاحب امور عامہ۔ قادیان

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا

تازہ ترین پر معارف اور معرکۃ الآراء مضمون

جو خاص کانفرنس مذاہب لنڈن کے لئے لکھا گیا تھا۔ مگر قلت وقت کے باعث وہاں اس کا خلاصہ ہی سنانا پڑا۔ یہ مضمون کیا ہے۔ گویا دریا کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اس میں صداقت اسلام پر ایسے نادر اور اچھوتے دلائل قلمبند کئے گئے ہیں۔ کہ جو صرف دیکھنے اور پڑھنے ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں ان تمام اسلامی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جن پر اہل یورپ اور نئی روشنی کے لوگ اکثر نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ مثلاً وحی یا الہام جہاد۔ تعدد ازواج۔ غلامی۔ پردہ۔ حقوق نسوان۔ روح و حیات بعد الممات وغیرہ۔ اور بدلائل ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلام کا کوئی حکم اور کوئی عقیدہ ایسا نہیں۔ جو فلسفہ اور سائنس کے خلاف ہو۔ ہمیں امید ہے۔ کہ احباب اس نادر اور لاجواب کتاب کو منگوا کر نہ صرف خود پڑھیں گے۔ بلکہ اپنے حلقہ اثر میں بھی اس کی اشاعت کی تحریک کرینگے۔ قیمت اردو دو روپیہ (عہ) قیمت انگریزی تین روپیہ آٹھ آنہ (سہ)

امیر افغانستان کو تبلیغ احمدیت

دعوت الامیر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تازہ ترین تصنیف ہے جس میں صداقت احمدیت کے بہترین دلائل کو سادہ۔ مؤثر اور دل آویز پیرایہ میں تحریر فرمایا گیا ہے۔ حضور کا طرز استدلال کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ امراء میں تبلیغ احمدیت کے لئے یہ احسن تحفہ ہے۔ احمدی مناظرین اور مبلغین کے لئے یہ نہایت ہی ضروری مجموعہ ہے۔ اور طرز تبلیغ کا بہترین راہنما ہے۔ شہیدان کابل کی یادگار میں اس کی اشاعت احمدی احباب کے ذمہ ہے۔ مظالم افغانستان کا یہ صحیح جواب ہے۔ اس حقیقت اور صداقت کی اس لئے اشاعت کی جاوے۔ کہ لوگ نور ہدایت کو حاصل کر کے ان مظالم سے نفرت کریں۔ جن کی نذر کابل کی بہترین ہستیاں ہو رہی ہیں۔ اور ابھی تک ان کا سلسلہ ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ قیمت اردو عہ۔ فارسی ۱۲

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ایک استانی کی ضرورت ہے

جو لڑکیوں بچوں کو قرآن شریف اردو کی بخوبی تعلیم دے سکے اور سینا پرونا و امور خانہ داری بھی اچھی طرح سے سکھلا سکے اگر کوئی ایسی استانی ہو۔ تو مجھ سے خط و کتابت کریں ؛

خاکسار:۔ سید عبدالحی احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ میفوری

477

ضرورت ہے

دہلی۔ امرتسر۔ بمبئی کے ایسے احمدی تاجران کی جو تھوک مال فروخت کرتے ہوں۔ یا آڑھت کا کام کرتے ہوں۔ ہم سے خط و کتابت کریں ؛

المشتہر جنرل سپلائنگ ایجنسی بھوپال

مرہم عیسیٰ

ہر قسم کے زخموں جراحتوں۔ پھوڑوں جلدی بیماریوں اور ہر قسم کے خبیث زہریلے پھوڑوں پھنسیوں ناسوروں ورموں خنازیر سرطان طاعون گھاؤ۔ گنج خارش بواسیر وغیرہ کے لئے باذن اللہ لاثانی علاج ہے۔ قیمت فی ڈبیہ خورد ۱۲؍ متوسط عہ۔ کلاں للعہ علاوہ محصولڈاک ؛ حکیم نذیر حسین مہتمم کارخانہ مرہم عیسیٰ مبارک منزل نولکھا لاہور سے طلب کرو،

تریاق چشم (رجسٹرڈ)

کی تازہ شہادت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واجب التعظیم بزرگ کی قلم سے

میں نے مرزا حاکم بیگ صاحب کا تیار کردہ سرمہ تریاق چشم لگروں میں استعمال کیا ہے۔ اور بہت مفید پایا ہے

خاکسار

(چوہدری) فتح محمد سیال ایم۔ اے (مبلغ لنڈن مشن احمدیہ) ناظر صیغہ دعوت و تبلیغ قادیان۔ دارالامان۔ ضلع گورداسپور

قیمت تریاق چشم فی تولہ (صہ) اور محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ؛

المشتہر

خاکسار حاکم بیگ احمدی۔ موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی شاہدولہ صاحب گوجرات (پنجاب)

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۰ مارچ - آج لارڈ کرزن کا انتقال ہو گیا۔ لارڈ کرزن کی وفات کی خبر دیگر وائسرائے کی وفات کی خبروں سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ لارڈ کرزن ہندوستان میں غیر معمولی وائسرائے تھے۔ اور اگر انہیں اپنی کوشش میں کامیابی ہو جاتی۔ اور انکے ارادے پورے ہو جاتے۔ تو وہ ہندوستان کے مستقل وائسرائے بننے والے تھے۔ جنوری ۱۸۹۹ء میں وہ ہندوستان کے وائسرائے اور گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے۔ ان کے دور حکومت نے تقسیم بنگالہ کی وجہ سے ایک غیر معمولی دور کا آغاز کیا۔ ان کے دور حکومت ہی میں شمالی مغربی سرحدی صوبہ وجود میں آیا۔ انہوں نے متعدد تحقیقاتی کمیٹیاں ہندوستانی تعلیم و دیگر انتظامی ضروریات پولیس آبپاشی وغیرہ کے متعلق قائم کیں۔ غرض جہاں تک گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد کا تعلق تھا۔ لارڈ کرزن بہترین منتظم وائسرائے تھے۔ لیکن انہیں انڈیا آفس نے ان کی خاطر خواہ آزادی نہ دی۔ اور انکے ارادے پورے نہ ہونے کی ایک وجہ ان کا لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہند سے تصادم بھی ہوا۔ اور لارڈ کرزن کو کچنر کے مقابلہ میں ناکامی ہوئی جسے انہوں نے بہت محسوس کیا۔ انکی کلکتہ یونیورسٹی کی تقریر جس میں انہوں نے ہندوستانیوں کو جھوٹا کہدیا تھا۔ ہندوستانی نوجوانوں کو عرصہ تک نہایت ناراضگی کے ساتھ یاد رہی۔ وہ بہت بڑے مقرر تھے۔ اور اسٹیٹسمین ہونے کے علاوہ بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ اخبارات انگلستان سے ان کا تعلق بسلسلہ نامہ نگاری ہمیشہ رہا۔ ہندوستان سے جانے کے بعد بھی لارڈ کرزن کو ہندوستان اور ہندوستانی معاملات سے ہر وقت تعلق رہا۔ علاوہ اس کے وہ مشرقی ممالک اور خاص کر ایران کے معاملات میں نہایت دلچسپی لیتے رہے۔ لارڈ کرزن کی وفات سے انگلستان کا ایک بہت بڑا حوصلہ مند مدبر جاتا رہا۔

لنڈن ۱۹ مارچ - برطانیہ کے وزراء کا ارادہ ہے۔ کہ وہ ہندوستان اور سمندر پار تمام انگریزی علاقوں کا خود ملاحظہ کریں۔ لہذا وزیر ہند آئندہ موسم خزاں میں غالباً ہندوستان آئیں گے۔ اور دیگر وزراء باقی مختلف مقامات کا دورہ کرینگے۔

لنڈن ۱۹ مارچ - لیگ آف نیشنز کو اطلاع ملی ہے۔ کہ ۱۶ مارچ کی رات کو پولینڈ اور لیتھوانیا میں سخت جنگ ہو گئی۔ پولینڈ کے ۲ سو سپاہیوں نے تیز اور آتشین اسلحہ کے ساتھ لیتھوانیا کے محافظین سرحد پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں پسپا کر کے ان کے تین آدمی گرفتار کر لئے۔ حکومت لیتھوانیا نے لیگ آف نیشنز سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ جلد مداخلت کر کے پولینڈ کے حملہ کو روکے۔ اور قیدیوں کی آزادی کا بندوبست کرے۔

ٹوکیو ۱۸ مارچ - ٹوکیو کے شمالی حصہ میں آگ لگنے کی وجہ سے قریباً ایک ہزار مکان بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور آگ ابھی تک فرو نہیں ہوئی۔ فوجیں آگ کو بجھانے اور اس کے آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے بہت سے مکانات کو مسمار کر رہی ہیں۔ بعد کی ایک خبر ہے۔ کہ آگ فرو ہو چکی ہے لیکن تین ہزار عمارات تباہ ہو چکی ہیں۔ اور قریباً ۲ ہزار اشخاص بے خانماں ہو چکے ہیں۔

شکاگو ۱۹ مارچ - جنوبی الینز کے علاقہ میں سخت بارش اور تند ہوا کا سخت طوفان آیا۔ جس کی وجہ سے تمام سلسلہ آمد و رفت اور ڈاک بند ہو گیا۔ شہر پارلیش بالکل برباد ہو گیا۔ قریباً ایک ہزار آدمی تباہ اور اڑھائی ہزار زخمی ہو گئے ہوا اس قدر تیز تھی۔ کہ پورے مکانات ایک میل تک اڑا لے گئی۔ نقصان کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ متعدد مقامات کو فوجیں بھیجی گئی ہیں۔

لنڈن ۱۶ مارچ - ایوان عام میں سر فرینک نیلسن کے اس سوال پر کہ لی کمیشن کی یہ سفارش منظور کر لی جائے کہ اعلیٰ ملازمتوں کے افسروں کی پنشنیں ڈیوڑھی کر دی جاویں ارل ونٹرٹن نے کہا۔ کہ وزیر ہند نے اس اضافے کو منظور کر لیا ہے۔ اور اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔

واشنگٹن ۱۷ مارچ - صدر جمہوریہ امریکہ مسٹر کولج کے نامزد کردہ آدمی مسٹر وارن کے تقرر کو سینٹ نے منظور نہیں کیا تھا۔ لیکن اب تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر کولج نے مسٹر وارن کی بجائے مسٹر جان گریبالڈی کو نامزد کر دیا ہے۔ اور سنیٹ نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔

لنڈن ۱۸ مارچ ٹائمز کے نامہ نگار مقیم ریگا کا بیان ہے۔ کہ روس کی فصلوں کی خرابی کے باعث نہ صرف دیہاتی علاقہ میں قحط پڑ گیا۔ بلکہ صنعتی مرکزوں میں بھی سخت پریشانی رونما ہے۔ لینن گراڈ میں روٹی ملنی دشوار ہو گئی ہے۔ ملک میں تشویش پھیل رہی ہے۔

سوڈنیا ۲۰ مارچ - جس ریل میں ملک معظم اور ملکہ معظمہ جلوہ افروز تھے۔ صبح کو سات بجکر چالیس منٹ پر سوڈنیا پہنچ گئی۔ اور ایک گھنٹہ رکنے کے بعد پھر روانہ ہو گئی۔ فرانس کی طرف سے ایک خاص ممبر نے ملک معظم کو سرحد فرانس کے عبور کرنے پر خیر باد کہا۔ اور پیرس کے خاص کمشنر نے جو اسی ریل میں تھے۔ ملک معظم کی صحت کی خبر دی۔

عبدالکریم آف ریف نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اپنی مسیحی رعایا کو کامل آزادی عطا کر دیں گے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ ہر شخص اپنے مذہب میں آزاد ہے۔

ہندوستان کی خبریں

لاہور میونسپلٹی میں تین لاکھ روپے کے غبن کا جو مقدمہ میونسپل انجنیر کے خلاف چل رہا ہے۔ اس میں آڈیٹر صاحب کا ملاحظہ کر رہا ہے۔ سنا ہے۔ اس کے متعلقہ تمام کاغذات جلا دیئے گئے ہیں۔ ممبران کمیٹی خفیہ جلسے کر رہے ہیں۔ ایک جلسہ میں بعض ممبران نے اسبات پر زور دیا۔ کہ انجنیر کو برخواست کر دیا جاوے۔ لیکن بعض نے کہا۔ اسے استعفا دینے کے لئے کہا جائے۔

دہلی ۱۹ مارچ - لیجسلیٹو اسمبلی کے تازہ اجلاس میں زیادہ تر مسٹر پٹیل کے سخت گیر قوانین کی تنسیخ کے متعلق بل پر بحث ہوئی۔ مسٹر رنگا چاریر نے اس غرض سے چند ترامیم پیش کیں اور کہا کہ اس بل کو معتدل بنایا جائے۔ تاکہ کونسل آف سٹیٹ میں اسکا پاس ہونا آسان ہو جائے۔ آپ نے کہا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ بنگال ریگولیشن کے اطلاق کو جہاں تک اندرونی گڑبڑ کا تعلق ہے۔ صوبہ سرحدی۔ بلوچستان اور پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازیخاں تک محدود کر کے برقرار رکھا جائے۔ اور ہائی کورٹوں کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ نظر بندوں کے متعلق کاغذات طلب کر کے ان کی پڑتال کریں۔ اور ان کی نظر بندی حق بجانب نہ ہو۔ تو انہیں رہا کر دیں۔ ان تمام ترامیم میں سے سوائے دو کے باقی سب مسترد ہو گئیں۔

کونسل آف سٹیٹ میں مسٹر ہارون جعفر نے ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ گورنمنٹ براہ مہربانی اس بات کا انتظام کر دے۔ کہ پوسٹ آفس کے سیونگ بنک میں جو مسلمان روپیہ جمع کرتے ہیں۔ ان کے سود کے روپیہ کا حساب علیحدہ رکھا جاوے اور یہ سود اور نیز مسلمانوں کی ترک کی ہوئی گورنمنٹ سیکیورٹیوں پر جو سود آئے۔ وہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے غریب مسلمان طلباء کو وظائف دینے میں صرف کیا جاوے۔ کیونکہ مذہباً مسلمانوں کے لئے سود کے روپیہ کا استعمال جائز نہیں۔ اس کے جواب میں مسٹر سیکوائر نے کہا۔ کہ اس تجویز پر گورنمنٹ اس حالت میں عمل کر سکتی ہے۔ کہ تمام مسلمان اس پر متفق ہوں۔ اور اس کے متعلق مزید کارروائی کرنے سے پہلے گورنمنٹ مسلمانوں کا نقطہ خیال جاننے کے لئے مزید مہلت چاہتی ہے۔

دہلی ۲۰ مارچ انٹرنیشنل لیبر کانفرنس کے ساتویں اجلاس میں جو جنیوا میں منعقد ہو گا۔ شریک ہونے کے لئے جو ہندوستانی وفد جائیگا۔ وہ سر۔ اے سی چیٹرجی۔ سر ایل جے کرشنا دحن کے مشیر مسٹر آر این گلگ (نٹ ہیں) سر طامس وسمتھ ایڈر این ایم۔ جوشی پر مشتمل ہے۔

منشی عبدالرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا